14۔ علاّمہ اقبال

ولادت:۲۰۹۱ء

وفات:۵۵۹۱ء

چراغ حسن حسرت

www.ilmkidunya.com

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
استعجاب	تعجب، حیرت	شاگرد پیشہ	علمہ، ملازم، ملازموں کے رہنے کی جگہ
اشتیاق	شوق	قبیح	برا، خراب
اہنسا	عدم تشدد گاندھی جی کا مشہور فلسفہ	قرقی	ضبط ہونا
حاجب	دربان، چوکیدار	گُذار	نرم
خشکہ	ابلے ہوئے چاول	مشت استخوان	ایک مٹھی ہڈیاں؛ مراد بہت کمزور
دھان پان	کمزور	مہتر	چترال کے حکمران مہتر کہلاتے تھے

www.ilmkidunya.com

سامعین	سامع کی جمع سننے والے	شب دیگ	شلجم اور گوشت کا سالن جو تمام رات دھیمی آنچ پر پکتا ہے
ستیا گرہ	حکومت کے خلاف گاندھی کی پرامن تحریک لفظی معنی سچائی / اخلاص	سمع خراشی	کان کھانا، بے کار باتیں

مشق

سوال نمبرا۔ مختصر جوابات لکھیں

(الف) علامہ اقبالؒ کے گھر ہونے والی محفلوں کا حال لکھیں۔

جواب: علامہ اقبال سے ہر قسم کے لوگ آیا کرتے تھے۔ چراغ حسن حسرت لکھتے ہیں کہ ایک بار اور سالک صاحب علامہ کی خدمت میں حاضر تھے ان محافل میں ادب، شاعری، سیاست اور مذہب چنانچہ ہر موضوع پر مباحثے ہوتے تھے۔ اور بسا اوقات یہ محفلیں رات گئے تک رہتی تھیں۔ جن میں اکثر اقبالؒ کسی موضوع پر سیر حاصل گفتگو

کرتے تھے اور حاضرین بھی اپنی کے معلومات کے حصہ لیتے تھے۔ چونکہ علامہ اقبالؒ کا مطالعہ بہت وسیع تھا اس لیے زیادہ تر گفتگو علامہ اقبالؒ ہی فرمایا کرتے تھے

(ب) شعر سننے اور سنانے کے معاملے میں یو پی کے شعرا کا کیا طرز عمل ہے؟

جواب: یو پی کے شعراء شعر سننے اور سنانے کے ہمیشہ بے پناہ ہوتا ہے۔ وہ خود بھی ہر محفل میں اپنے اشعار سناتے ہیں اور دوسرے شعراء سے بھی سننے کا تقاضا کرتے ہیں۔ مشاعروں میں داد کیے مخصوص جملے استعمال کرنا یہ یو پی کے شعراء کا طرز عمل تھا لیکن علامہ اقبالؒ مزاج کے لحاظ سے بہت مختلف تھے۔

(ج) سر شہاب الدین کون تھے؟

جواب: سر شہاب الدین علامہ اقبالؒ کے دوست اور کونسل کے صدر تھے۔ وہ اقبالؒ کے دور میں کچھ عرصہ لاہور میونسلپٹی کے صدر بھی رہے۔ چونکہ وہ رنگت کے بہت کالے تھے۔ اس لیے اقبالؒ اکثر ان پر پھبتیاں کستے تھے۔ مثلا ایک دن سر شہاب الدین کالا سوٹ پہنے اسمبلی میں تشریف لائے علامہ اقبالؒ نے مذاق کرتے ہوئے کہ چودہری

www.ilmkidunya.com

صاحب ! آج تو آپ ننگے ہی چلے آئے۔ ایک دن وہ سفید سوٹ پہنے ہوئے آئے تو اقبالؒ نے ان سے کہا کہ چودھری صاحب ! آج تو آپ ایسے لگ رہے ہیں جیسے کپاس کے کھیت میں بھینسا گھس گیا ہو۔

(د) علامہ اقبالؒ کے ان دوست احباب کے نام لکھیں، جن کا ذکر اس خاکے میں ہے۔

جواب: عبدالحمید سالک، حکیم فقیر محمد چشتی، ڈاکٹر محمد دین تاثیر صاحب، سر چوھری شہاب الدین، مہتر چترال صاحب اور چراغ حسن حسرت۔

(ہ): میں اس فکر میں ہوں کہ کالج کے نوجوان کو پردے میں بٹھا دیا جائے علامہ اقبالؒ یہ کیوں کہا؟

جواب: ایک بار کالج کے کچھ لڑکے علامہ اقبالؒ سے ملنے آئے۔ کچھ چہرہ نازک اور نازک اندام تھے اس پر انھوں نے بناو سنگار کا خاص اہتمام کر رکھا تھا۔ ان کے ابرووں میں خم ہونا چاہیے۔ پوڈر اور سرخی کا استعمال بھی خوب تھا۔ ایک طالب علم نے علامہ سے کہا کہ عورتوں کا پردہ اب ختم ہونا جائے۔ اس فقرے میں علامہ نے ان کے زنانہ پر طنز کیا ہے۔

www.ilmkidunya.com

سوال نمبر۲۔ اس مضمون میں علامہ اقبالؒ کی زندگی کے جن پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ ان پر ایک تفصیلی نوٹ لکھیں۔

جواب: علامہ اقبال سے ملنے ہر قسم کے لوگ آیا کرتے تھے۔ چراغ حسن حسرت لکھتے ہیں کہ ایک بار میں اور سالک صاحب علامہ کے خدمت میں حاظر تھے ان محافل میں ادب، شاعری، سیاست اور مذہب چنانچہ ہر موضوع پر مباحثے ہوتے تھے۔ اور بسا اوقات یہ محفلیں رات گیے تک جاری رہتی تھیں۔ جن میں اکثر اقبالؒ کسی موضوع پر حاصل گفتگو کرتے تھے اور حاضرین بھی اپنی معلومات کے مطابق حصہ لیتے تھے۔چونکہ علامہ اقبال کا مطالعہ بہت وسیع تھا اس لئے زیادہ تر گفتگو علامہ اقبال فرمایا کرتے تھے۔علامہ اقبال کے اُن دوست احباب کے نام ،جن کا ذکر اس خاکے میں کیا گیا ہے۔ وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

عبدالحمید سالک ، حکیم فقیر محمد چشتی، ڈاکٹر محمد دین تاثیر صاحب ، سر چودھری شہاب الدین ،جناب مہتر چترال صاحب اور چراغ حسن حسر

سوال نمبر ۳۔خالی جگہ پُر کریں:

الف) ۔ان دونوں نمک کی ستیا گرہ زوروں پر تھی۔

www.ilmkidunya.com

ب)۔ موضوع اور روکھا پھیکا تھا مگر بیچ بیچ میں لطیفے بھی ہو جاتے تھے۔

ج)۔ وہ جاڑے میں بڑے شوق سے شب دیگ پکواتے تھے۔

د)۔ علامہ اقبال عام طور پر پنجابی بولتے تھے۔

ہ)۔ علامہ اقبال کے مطابق مشاعروں نے شاعری کو غارت کر ڈالا۔

سوال نمبر ۴۔ آپ "میرے اساتذہ" کے عنوان پر کم از کم پانچ سو الفاظ کا مضمون تحریر کریں۔

میرے اساتذہ / میرے اساتذہ میرے محسن

اساتذہ سے انسانیت کا ستون بھی ہیں اور بنیاد بھی ،یہی قوم کے اصل معمار ہیں۔ نوجوانوں کی سیر کو سنوارنے، انہیں مستقبل کے چیلنجوں کا مقابلہ کرنے اور ان کی کردار سازی میں اہم فریضہ سرانجام دیتے آئے ہیں۔ استادزہ وہ نے اپنے علم کے ذریعے عقل کو علم سے روشن کرنے کا ہنر سکھایا اور اپنی انتھک محنت سے نوجوانوں کو محقق ،ڈاکٹر ،انجینئر، سائنسدان ، سیاستدان اور مختلف شعبہ ہائے زندگی میں میں نمایاں کارہائے منصبی پر فائز کرتے چلے آئے ہیں۔ اساتذہ انسان کو رب رحمن سے آشنا کرتے ،دنیا میں انسانیت سے محبت ،امن ،اخوت کا پرچار کرتے، اور جہالت کے اندھیروں کو علم کی روشنی سے ختم اور علم کی قندیلوں سے قندیلیں روشن و منور کرتے چلے آئے

ہیں۔بلاشبہ درس وتدریس وپیشہ ہے جسے صرف اسلام ہی نہیں بلکہ دنیا کے ہر اور مذہب اور معاشرے میں نمایاں مقام حاصل ہے۔ لیکن یہ ایک آفاقی حقیقت ہے کہ دنیائے علم نے معلم کی حقیقی قدر و منزلت کو کبھی اس طرح اجاگر نہیں کیا جس طرح اسلام میں انسانوں کو معلم کے بلند مقام و مرتبے سے آگاہ کیا ہے۔ اسلام نے معلم کو بے حد عزت و احترام عطا کیا ہے۔ اللہ رب العزت نے قرآن مجید فرقان حمید میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بحیثیت معلم بیان کی ہے۔ خود خاتم النبین محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مجھے معلم بنا کر بھیجا گیا ہے"۔ خالق کائنات نے انسانیت کی رہنمائی اور تعلیم کے لیے کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام شام کو معلم بنا کر بھیجا، ہر نبی شریعت کام معلم ہونے کے ساتھ ساتھ کسی ایک فن کا ماہر اور معلم بھی ہوتا تھا جیسا کہ حضرت آدم علیہ السلام دنیا میں زراعت، صنعت کے معلم اوّل تھے ،کلام کو ضبط تحریر میں لانے کا علم سب سے پہلے حضرت ادریس علیہ السلام نے ایجاد کیا ، حضرت نوح علیہ السلام نے لکڑی سے چیزیں بنانے کا علم متعارف کروایا ، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے علم مناظرہ اور حضرت یوسف علیہ السلام نے علم تعبیر کی بنیاد ڈالی۔ خاتم الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معلم کو انسانوں میں بہترین شخصیت قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا تم میں سے بہتر شخص وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام میں معلم کا مقام و مرتبہ بہت ہی اعلی وارفع ہے۔ اسلام نے استاد اور معلم او مربع ہونے کی وجہ سے روحانی باپ کا درجہ عطا کیا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کا قول

استاد کی عظمت کی غمازی کرتا ہے کہ "جس نے مجھے ایک حرف بھی بتایا میں اس کا غلام ہوں، وہ چاہے مجھے بیچے، آزاد کرے یا غلام بنا کر رکھے۔"

اساتذہ کا حق یہ ہے کہ ان کے آگے نہ بیٹھو اور ضرورت پیش آئے تو سب سے پہلے ان کی خدمت کے لیے کھڑے ہو جاؤ۔ ہمیں اساتذہ اور ہر علم والے کا ادب کرنا چاہیے۔

"باادب بانصیب بے ادب بے نصیب"

کسی نے کیا خوب کہا ہے:۔

ادب تعلیم کا جوہر ہے زیور ہے جوانی کا

وہی شاگرد ہیں جو خدمت استاد کرتے ہیں

اب جس وقت ہم تعلیمی مراحل طے کر رہے ہیں، ہمارے پسندیدہ اساتذہ کا ہم باقاعدہ انتظار کرتے ہیں کہ کب کلاس روم میں آئیں گے اور علم کے موتی نچھاور کرینگے، کب علم کے بحر بے کنار سے ہمیں بھی مستفید کریں گے، کب ہمارے اساتذہ آئیں گے علم و ہنر کے لازوال موتی تقسیم کریں گے، کب ہمارے اساتذہ آئیں گے اور متلاشیان علم کی پیاس کو مٹائیں گے، کون ہیں ہمارے اساتذہ ؟

ہمارے اساتذہ وہ ہیں جب کلاس روم میں داخل ہوئے تو ان تمام توجہ ہماری جانب مبذول ہو جاتی ہے وہ ہر طالب علم کا نام لیکر حال احوال پوچھتے ہیں اگر کو کوئی مسئلہ درپیش ہوتا تو اسے حل کرنے میں ذاتی دلچسپی کا اظہار کرتے ہیں، ان کے پڑھانے کا اندازہ اتنا پیارا اور مشفقانہ کہ ہربات دل اور دماغ پر نقش ہو جاتی، وہ انتہائی دوستانہ انداز میں بات کرتے ہیں یوں لگتا ہے جیسے سامنے شفقت کا سمندر بہہ رہا ہے کسی طالبعلم کو کوئی سزا دینا تو دور کی بات، ڈانٹ تک نہ پلاتے کوئی غلطی کرتا تو اسے انتہائی پیار سے سمجھاتے ہیں اکثر طلب علم کی ظاہری حالت دیکھ کر اسکے حالاتِ کا اندازہ لگا لیتے ہیں اگر کوئی طالبعلم دو چار دن تک فیس جمع نہیں کرواتا تو اپنی جیب سے کرواتا تو اپنی جیب سے ادائیگی کرتے ہیں اور کئی غریب طلبہ مدد بھی کرتے وہ ہم طلبہ کو بھی نصیحت کرتے ہیں کہ اپنے آس پاس کی خبر رکھا کرو کوئی طالبعلم کتب یا یونیفارم خریدنے کی سکت نہ رکھتا ہو تو اسے اپنی گرہ سے کتابیں اور یونیفارم خرید کر دیتے اور اس نیکی کا ذکر کبھی نہیں کرتے ،دل اور دماغ میں اتر جانے والی یہ شخصیات آج بھی اپنی عادات پر قائم ہیں۔

ہم ان سے ملنے جاتے ہیں تو کھڑے ہو کر ملتے ہیں اپنے برابر بیٹھاتے ہیں۔ ہم اپنے دوستوں کو فخر سے بتاتیں ہیں کہ یہ ہیں ہمارے اساتذہ ہمارے آئیڈیل اور ہمارے محسن۔ وہ اپنے شاگردوں کو نصیحت کرتے ہیں کہ اپنے استاد کی عزت کرو گے تو علم کے موتی نصیب ہونگے جن کی چمک دمک سے تمہاری شخصیت خیرہ ہو جائیگی آج کے دور کے بڑے مسائل جھوٹ، غیبت اور خود غرضی ہیں اور ان اخلاقی امراض کا اثر بچوں پر بھی ہوتا ہے۔

وہ نصیحت کرتے ہیں کہ بُری صحبت سے بچو، اچھی، نیک صحبت اختیار کرو۔ حضرت شیخ سعدی نے فرمایا

:۔

صحبت صالح ترا صالح کند صحبت طالح تر طالح کند

نیک لوگوں کی صحبت نیک بنادیتی ہے بُرے لوگوں کی صحبت

برا بنا دیتی ہے۔

ہمارے اساتذہ ہمارے والدین اگر کسی کام سے ہمیں روکتے ہیں تو ان کے سامنے ہمارا مستقبل ہوتا ہے وہ ہمارے

بھلے کے لئے روک ٹوک کرتے ہیں دراصل ان کی روک ٹوک ہمارے لئے باعث رحمت ہے۔

اگر ہمیں کوئی مقام حاصل کرنا ہے تو استاد کے مقام کو سمجھنا ہوگا۔

اساتذہ کے معاملے میں کافی خوش قسمت رہا ہوں۔ مجھے وہ اساتذہ میسر آئے ہیں جن سے پڑھنا اپنے لئے سعادت سمجھتا

ہوں۔ سکول کے زمانے سے لیکر کالج تک سارے عظیم لوگ میرے رہبر اور رہنما رہے ہیں۔ میں جب بھی باری

تعالی کے حضور دعا کیلئے ہاتھ اُٹھاتا ہوں تو اپنے ان محسنوں کے لیے بے اختیار دعا نکلتی ہے کہ اے اللہ انکو صحت،

عمر میں برکت اور علم میں وسعت عطا کر کے انکو سب کیلئے مشعل راہ بنانا۔

آمین !

روزمرہ کا خیال رکھیں اور محاورات استعمال کریں۔

محاورہ اور روزمرہ

جب دو یا دو سے زیادہ الفاظ حقیقی معنوں کے بجائے مجازی معنوں میں استعمال ہوں محاورہ کہلاتا ہے ۔ مثلاً آنکھیں دکھانا ، آنکھوں سے گرانا ، نو دو گیارہ ہونا ، تارے گننا وغیرہ ۔ روزمرہ اہل زبان کے بول چال کا نام ہے ۔ روز مرہ میں الفاظ اپنے حقیقی معنوں میں استعمال ہوتے ہیں۔ محاورہ قوعدہ کی حدود میں آتا ہے جب کہ روزمرہ قواعد سے بالاتر ہوتا ہے۔ اسی طرح محاورے میں تبدیلی نہیں ہوتی جب کہ روزمرہ اہل زبان کے مطابق تبدیل ہوتا رہتا ہے۔

مرکب جملے(۳)

تابع جملے: اصلی جملے کو خاص جملہ اور ماتحت جملے کو تابع جملہ کہا جاتا ہے۔

تابع جملوں کی تین اقسام ہیں۔ اسمی، وصفی، تمیزی

اسمی جملے: اس طرح کے جملوں کی ابتدا عموماً "کہ" سے ہوتی ہے۔ جیسے : اُس نے کہا کہ میں بیمار ہوں۔

کون نہیں جانتا کہ وہ ایک شریف آدمی ہے ۔ جلسے میں وہ ہلڑ بازی ہوئی کہ بیان سے باہر ہے۔

www.ilmkidunya.com

کبھی کبھی چھوٹے فقروں اور مقالوں ست "کہ" حذف ہوجاتا ہے۔ مثلاً:   میں نے کہا جاو اب نہ آنا۔

کبھی خاص جملہ کی فعل کی وجہ یا مقصد کے اظہار کے لیے استعمال ہوتا ہے ایسے جملوں میں کبھی کبھی "کہ" سے پہلے

"کیوں کہ" یا "اس لیے" بھی استعمال ہوتا ہے۔ جیسے: بلب بجھا دو کہ میں سو سکوں۔

وہ اس بچے سے بڑی محبت کرتا ہے اس لیے کہ وہ اُس کا اکلوتا بیٹا ہے۔

میں باہر جاتے ہوئے ڈرتا ہوں کیوں کہ باہر اندھیرا ہے۔

بعض اوقات تابع جملہ منفی فقرے کے اظہار کے لیے "ایسا نہ ہو" کے ساتھ آتا ہے۔ جیسے:

اُن کے بچوں کو تنگ مت کرو ایسا نہ ہو کہ وہ خفا ہوجائے۔

بعض اوقات اسمی جملہ کسی دُعا یا تمنا کے اظہار کے لیے بولا جاتا ہے۔ مثلاً:

مجھے اُمید ہے کہ وہ مجھے میری رقم دے دے گا۔

اللہ کرے کہ میرا بیٹا اپنے مقصد میں کامیاب ہوجائے۔

تابع جملے میں ناممکن یا محال کا ذکر ہوتو "کہ" کی بجائے "جو" آئے گا۔ جیسے:

اُس کی کیا جرات ہے جو وہ میرے سامنے ایسی حرکت کرے۔

سوال نمبر ۵۔ درج بالا اسمی جملوں میں استعمال ہونے والے تمام حروف سے دو دو جملے بنائیں۔

جواب: تابع اسمی جملے:

اسمی جملوں میں استعمال ہونے والے پانچ اقسام کے حروف کا ذکر کیا گیا ہے جن میں (۱)"کہ"، (۲)کہ کا حذف، (۳) کیوں کہ یا اس لیے ،(۴) ایسا نہ ہو ،(۵) دعا اور تمنا کا اظہار

(1) میں چاہتا ہوں کے عامر میرا دوست بن جائے۔

(2) بجلی کے تار کو ہاتھ نہ لگاو ایسا نہ ہو جھٹکا لگ جائے ۔

(3) میری خواہش ہے کہ وہ میرے ساتھ لاہور جائے۔

(4) وہ بہت پھرتیلا ہے کیونکہ وہ اتھلیٹ ہے۔

(5) میں اس کو پسند کرتا ہوں اس لئے کہ وہ میرا دوست ہے۔

(6) وہ ہمیشہ افسردہ رہتا ہے ۔کیونکہ وہ تنگدست ہے۔

(7) میں نے جمال کو ڈانٹا اسلئے کہ وہ شریر ہے۔

(8) شیر کے پنجرے کے قریب نہ جاو ایسا نہ ہو تجھ پر حملہ کردے۔

www.ilmkidunya.com